صدقہ فطر کے احکام ومسائل

اعداد

محمد صدیق لون السلفی

متعلم جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

كلية الحديث الشريف والدراسات الاسلامية

تمہید

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله ربّ العالمين، والعاقبة للمتّقين، والصّلاة والسّلام على أشرف الأنبياء والمرسلين، وعلى آله وصحبه أجمعين.

أمّا بعد

صدقۃ الفطر: یہ مرکب اضافی ہے، اور یہ اضافۃ الشیئ الی زمنہ کی قبیل سے ہے، یعنی وہ صدقہ جو اس وقت واجب ہوتا ہو جب روزے رکھنے کا زمانہ ختم ہو جاتا ہو، چاہے اس نے روزے کے وقت میں کسی بیماری یا سفر کے عذر کی وجہ سے روزے نہ بھی رکھے تھے تب بھی اس زمانے کے ختم ہونے پر اس پر صدقہ واجب ہوتا ہے۔

اگرچہ اس اضافت کو سبب کی طرف اضافت بھی مان سکتے ہیں جو اعم اور اغلب کے اعتبار سے ہو گی، لیکن وقت اور زمانہ کی اضافت کی بات کرنے سے کلام اپنے ظاہر پر باقی رہتا ہے۔

محدثین کرام اور فقہائے عظام نے صدقہ فطر کے باب کو کتاب الزکاۃ کے آخر میں ذکر فرمایا ہے، حالانکہ اس کا تعلق رمضان المبارک کے روزوں کے ساتھ ہے، اللہ تعالی

نے مال کی زکاۃ اورزکاۃ فطر کو واجب قرار دیا ہے، اورزکاۃ الفطر بدن کی زکاۃ ہے اور زکاۃ المال تو معروف ہے، اورزکاۃ الفطر سال میں ایک بار واجب ہوتی ہے، اورزکاۃ الفطر ان چیزوں سے ادا کی جاتی ہے جو غالب خوراک ہوا کرتی ہے، اوراور نبی علیہ السلام نے نفس کے تزکیہ کیلئے غیر شعوری طور پر یا غلطی سے کسی بے احتیاطی کے ارتکاب کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مالی خرابی کی تطہیر کیلئے زکاۃ فرض کی اسی طرح روزے کے دوران میں سرزد ہونے والے کسی لغو کام یا نامناسب بات سے روزے کی تطہیر کیلئے زکاۃ الفطر کو فرض قرار دیا، جہاں مال کے تزکیہ کا حکم دیا وہاں ہی نفس کا تزکیہ بھی ضروری ہے اسلئے یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں کیونکہ دونوں چیزیں تطہیر اور پاکیزگی کا کام دیتی ہیں، صدقہ فطر اور دیگر زکاۃ مین فرق یہ ہے یہ کہ اشخاص پر فرض ہے جبکہ زکاۃ مال پر فرض ہے، اس صدقہ کو زکاۃ رمضان بھی کہا جاتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ یہ رمضان المبارک کے روزوں کی وجہ سے واجب ہوتا ہے، اور صدقۃ الفطر اس لئے کہا گیا ہے کہ اس کی ادائیگی افطار یعنی رمضان المبارک کے اختتام پر واجب ہوتی ہے، جیسے اس عید کو عید الفطر کہا جاتا ہے۔

امام قسطلانی رحمہ اللہ کے بقول اس صدقہ کی فرضیت رمضان المبارک میں عید سے

صرف دودن پہلے دو ہجری میں ہوئی، اور یہ صدقہ مسلمانوں پر فرض ہے، اور یہ صدقہ مسلمانوں کے ہر امیر و غریب، غلام، آزاد، اور مرد و عورت، بچے، بوڑھے سب پر ایک صاع واجب کیا گیا ہے حتی کہ نومولود بچے اور مریض اور مسافر پر بھی واجب ہے، اور اس کی ادائیگی کا وقت بھی نماز عید سے پہلے پہلے ہے تا کہ معاشرے کے ضرورت مند افراد اس روز مانگنے سے بے نیاز ہو کر عام مسلمانوں کے ساتھ خوشیوں میں شریک ہو سکیں، اور حدیث کے اندر اس صدقہ کے دو مقاصد بیان کئے گئے ہیں: طہرۃ للصائم اور طعمۃ للمساکین یعنی یہ صدقہ اداشدہ روزوں کو پاکیزہ بنائے گا اور مساکین کیلئے کھانے کا انتظام ہو جائے گا۔

اور دوران رمضان روزے کی حالت میں صرف کھانے پینے پر ہی پابندی نہیں ہوتی بلکہ ہر عضو بالخصوص زبان پر بھی کنٹرول ضروری ہوتا ہے، تاہم احتیاط کے باوجود بھی روزے دار سے کوتاہیاں سرزد ہو جاتی ہیں، اس قسم کی غلطیوں کی تلافی کیلئے صدقہ فطر کو کفارہ کی حیثیت دی گئی ہے۔

اور معاشرے میں سب لوگ یکساں نہیں ہوتے، کچھ لوگ صاحب حیثیت ہوتے ہیں جبکہ بعض لوگ مفلس اور نادار ہوتے ہیں، اللہ تعالی نے اہل ثروت کے اموال میں

غریبوں اور مسکینوں کا بھی حصہ رکھا ہے، اور صدقہ فطر اس حق کو ادا کرنے کی ایک عملی شکل ہے۔

اور صدقہ فطر ادا کرنے میں صاحب نصاب ہونا ضروری نہیں بلکہ ہر شخص پر اس کا ادا کرنا ضروری ہے جس کے پاس عید کے دن اپنے اہل وعیال کی خوراک سے اتنا زائد غلہ موجود ہو کہ وہ ہر گھر کے ہر فرد کی طرف سے فطرانہ ادا کر سکے۔

اور صدقہ فطر صرف مساکین کا حق ہے، لہذا آٹھ قسم کے مستحقین زکوۃ میں تقسیم کرنا درست نہیں ہے، اور غیر مسلم غلام کا فطرانہ نہیں ہے، البتہ جن افراد کی کفالت کسی کے ذمہ ہو ان سب کا فطرانہ وہ خود ادا کرے گا۔

صدقہ فطر کی تعریف

لغوی تعریف:

صدقہ فطر کو عربی زبان میں زکاۃ الفطر اور صدقۃ الفطر کہا جاتا ہے، اور یہ مرکب اضافی ہے اس میں زکاۃ کی اضافت فطر کی جانب کی گئی ہے، اس لئے پہلے لفظ زکاۃ کا معنی بیان کرتے ہیں اور اس کے بعد فطر کا معنی، لفظ زکاۃ کا لغوی معنی پاکیزگی، نیکی، صلاح، زیادتی، بڑھوتری، برکت، ہے۔[1]

زکاۃ کی اصطلاحی تعریف:

التعبد لله سبحانه وتعالى بدفع جزء معين شرعا من مال معين لجهة معينة .[2]

اللہ تعالی کی عبادت کی غرض سے معین مال میں سے ایک شرعا معین حصہ کو ایک معین جہت میں خرچ کرنے کو زکاۃ کہتے ہیں۔

---

[1] النہایۃ لابن الاثیر / ۲ / ۳۰۷۔ لسان العرب لابن المنظور / ۱۴ / ۳۵۸۔

[2] شرح بلوغ المرام لِابن عثیمین مترجم / ۱ / صفحہ ۶۳۷۔

فطر: یہ اسم ہے، یہ اصل صحیح ہے اور یہ کسی چیز کے کھولنے اور ظاہر کرنے پر دلادلت کرتا ہے۔[۳]

اصطلاحی تعریف: هي الصدقة التي تجب على المسلم بالفطر من رمضان.[٤]

وہ صدقہ جو ہر مسلمان پر رمضان کے روزے ختم ہونے پر واجب ہوتا ہے۔

اور زکاۃ کی فطر کی طرف اضافت اس لئے ہے کہ یہ اس کے واجب کا سبب ہے۔

وجہ تسمیہ:

فطر کا معنی روزہ کھولنا یا روزہ ترک کرنا ہے، چونکہ یہ صدقہ رمضان المبارک کے روزے پورے کرنے کے بعد ان کے ترک پر دیا جاتا ہے، لہٰذا صدقۃ الفطر کہلاتا ہے۔[۵]

---

[۳] مقاییس اللغۃ لابن فارس /۴/ ۵۱۰۔

[۴] مختصر الفقه الإسلامي في ضوء القرآن والسنة /۱/ ٦٠٥.

[۵] الفقه المیسر فی ضوء الکتاب والسنہ /۱/ ۱۴۱۔

صدقہ فطر کی فرضیت

ماہ رمضان مکمل ہونے پر نماز عید کی ادائیگی سے قبل ہر مسلمان پر صدقہ فطر کی ادائیگی فرض ہے۔ صوم رمضان کی فرضیت کے سال ہی ماہ شعبان ۲ھ میں اس کی مشروعیت ہوئی۔

صدقہ فطر کا حکم: صدقہ فطر کو رسول اللہ ﷺ نے فرض قرار دیا ہے۔

جمہور علماء کے نزدیک صدقۃ الفطر کا ادا کرنا فرض ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں فرماتے ہیں: "بَابُ فَرْضِ صَدَقَة الْفِطْرِ وَرَأى اَبُو الْعَالِيَة وَعَطَاءٔ وَابْنُ سِيْرِيْنَ صَدَقَة الْفِطْرِ فَرِيْضَة"

صدقہ فطر کی فرضیت کا بیان، امام ابو العالیہ، عطاء اور ابن سیرین صدقہ فطر کو فرض سمجھتے تھے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالی فتح الباری میں لکھتے ہیں: امام صاحب نے ان تین ائمہ کا نام اس لیے لیا ہے کہ انہوں نے صدقہ فطر کی فرضیت کا بیان، امام بو العالیہ، عطاء اور ابن سیرین صدقۃ الفطر کی فرضیت کی تصریح کی ہے، ورنہ ابن المنذر نے تو اس کی فرضیت پر اجماع نقل کیا ہے، ہاں حنفیہ اسے اپنے مزعومہ قاعدے کے مطابق

واجب کہتے ہیں، مالکیہ میں سے اشہب اور بعض اہل ظاہر نے اس کو سنت موکدہ کہا ہے، مگر پہلا قول صحیح ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی فرضیت ثابت کرنے کے لیے مذکورہ بالا باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث درج کی ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:"فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنْ الْمُسْلِمِينَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ"[٦]

کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے صدقہ فطر فرض قرار دیا، ایک صاع کھجور میں سے، یا ایک صاع جو میں سے، غلام اور آزاد پر، اور مرد اور عورت پر، اور چھوٹے اور بڑے پر مسلمانوں میں سے، اور آپ نے اس کے متعلق حکم دیا کہ اسے نماز (عید) کیلئے لوگوں کے نکلنے سے پہلے ادا کیا جائے۔

[٦] صحیح بخاری / کتاب الزکاۃ / باب فرض صدقۃ الفطر / ۱۵۰۳۔ صحیح مسلم / کتاب الزکاۃ / باب زکاۃ الفطر علی المسلمین من التمر والشعیر / ۹۸۶۔

۱-اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے صدقہ فطر کی فرضیت کی تصریح فرمائی ہے، اسے زکوٰۃ الفطر سے تعبیر کرنے میں بھی اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے۔

۲-رسول اللہ ﷺ نے روزے کے دوران میں سرزد ہونے والے کسی لغو کام یا نامناسب بات سے روزے کی تطہیر کیلئے صدقہ فطر کو فرض قرار دیا۔

۳-ہر چھوٹے بڑے مرد و عورت، آزاد یا غلام کی طرف سے اس کی ادائیگی فرض ہے۔

صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ صدقہ فطر مسلمانوں میں سے ہر نفس پر فرض ہے۔[۷]

۴-صدقہ فطر کی فرضیت یہاں تک ہے کہ یہ اس پر بھی فرض ہے کہ جس کے پاس ایک روز کی خوراک سے زائد غلہ یا کھانے کی چیز موجود ہو۔[۸]

۵۔ فطرانہ ایک صاع ہے اس سے کم کافی نہیں، اس کی دلیل فرضھا صاعا کے الفاظ ہیں۔ لیکن یہ حکم قادر کے حکم میں ہے، البتہ عاجز کے صاع سے کم دینے کے جائز ہونے

---

[۷] صحیح مسلم/کتاب الزکواۃ/باب زکاۃ الفطر علی المسلمین من التمر والشعیر/۲۳۲۹۔

[۸] شرح صحیح بخاری از داؤد راز (۲/۴۶۹)۔

میں علماء کرام کا اختلاف ہے، صحیح یہ ہے کہ عاجز کے حق میں یہ جائز ہے کیونکہ اس میں فقیر کی منفعت ہے۔

٦۔ فطرانہ نماز عید سے قبل دینا لازم ہے، لہذا نماز عید کے بعد دیا ہوا فطرانہ کافی نہ ہو گا۔

٧۔ سب لوگوں پر یکساں فریضہ عائد کرنے میں شریعت کی حکمت واضح ہے۔

٨۔ فطرانہ میں قیمت ادا کرنا کافی نہیں وگرنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے کہ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو یا ان کے برابر قیمت، حالانکہ یہ معلوم اور معروف ہے کہ کھجور اور جو کی قیمت ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے، لیکن اس کے باوجود دونوں کی یکساں مقدار کو واجب فرمایا ہے جس سے معلوم ہوا کہ قیمت کا اعتبار نہیں اور یہی راجح قول ہے۔

صدقہ فطر کی مشروعیت کی حکمت

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:"فَرَض رسولُ الله صلَّى الله عليه وسلَّم زكاةَ الفِطرِ؛ طُهرةً للصَّائِمِ مِنَ اللَّغو والرَّفَث، وطُعمةً للمساكينِ؛ مَن أدَّاها قبل الصَّلاةِ فهي زكاة مقبولة، ومَن أدَّاها بعد الصَّلاةِ فهي صدقةٌ مِنَ الصَّدَقاتِ "[٩]

کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر فرض قرار دیا، روزے دار کے روزے کو لغو اور فحش گوئی سے پاک اور صاف کرنے کیلئے، اور مساکین کیلئے خوراک، جس نے اسے نماز (عید) سے پہلے ادا کیا پس وہ صدقہ فطر مقبول ہو گا، اور جس نے نماز کے بعد ادا کیا پس وہ (مطلق) صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔

اس حدیث میں صدقہ فطر کی فرضیت کے دو مقصد بتلائے گئے ہیں:

ا۔ روزے کی حالت میں باوجود سعی و کوشش کے بہ تقاضائے بشریت اگر کچھ انسانی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا ارتکاب ہو گیا ہو تو اس سے اسکی تلافی ہو جائے گی۔

---

[٩] صحیح بخاری / کتاب الزکواۃ / باب فرض صدقۃ الفطر / ۱۵۰۳۔ سنن ابی داوٗد / کتاب الزکواۃ / باب زکاۃ الفطر / ۱۶۰۹۔

۲۔نادار اور مفلس لوگ خاص اہتمام کر کے اس ملی تہوار کی مسرتوں میں شریک ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے، اس صدقے کے ذریعے سے ان کا تعاون کر کے انہیں بھی اس قابل بنادیا جائے کہ وہ عید کا اضافی خرچ اس طرح برداشت کر لیں اور زیر بار ہوئے بغیر عید کی مسرتوں میں شریک ہونے کیلئے کچھ نہ کچھ اہتمام کر سکیں۔[۱۰]

حدیث مبارک سے مستنبط فوائد:

۱۔صدقہ فطر کی ادائیگی فقراء اور مساکین کے ساتھ بہتر سلوک اور نیک رویہ کا مظہر ہے۔

۲۔صدقہ فطر کی ادائیگی سے سخاوت وفیاضی اور ہمدردی و غمخواری کے بلند ترین اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔

۳۔صدقہ فطر کی ادائیگی سے عید کے پر مسرت موقعہ پر غریبوں، محتاجوں اور ضرورت مندوں کو بھیک مانگنے کی ذلت سے محفوظ رکھا جاتا ہے تا کہ وہ بھی امیروں اور دولت مندوں کے ساتھ عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں اور عید سب کی عید ہو۔

۴۔عبادات موقتہ اپنا وقت نکل جانے کے بعد غیر مقبول ہو جاتی ہیں، اور عبادات

[۱۰] شرح سنن ابی داؤد از ابو عمار عمر فاروق سعیدی (۲/ ۲۸۰)۔

کے مقبول ہونے کیلئے ان کا موافق شرع ہونا لازم ہے۔اس کی دلیل: فمن أداها قبل الصلاة... کے الفاظ ہیں۔

۵۔جب آدمی کسی ایسی عبادت کی نیت کرے جو دو مراتب پر مرتب ہو تو ایک کے باطل ہونے سے دوسرا مرتبہ ضرور باقی رہتا ہے۔جیسے یہاں وقت نکل جانے پر اگر یہ صدقہ فطر نہیں رہا تو کم از کم صدقوں میں سے ایک صدقہ بن کر ضرور رہے گا۔

صدقہ فطر میں کون سی جنس نکالنی چاہئے

صدقہ فطر ان اجناس میں سے ہونا چاہئے جو انسانوں کی خوراک ہیں: مثلاً گیہوں، جو، کھجور، کشمش، پنیر، چاول، مکئی یا کوئی دیگر چیز جو انسانوں کی خوراک مانی جاتی ہے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الفِطْرِ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ أَقِطٍ، أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيب" [۱۱]

کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک صاع غلہ (کھانا) صدقہ فطر نکالا کرتے تھے اور ان دنوں ہمارا غلہ (کھانا) جو، کشمش، پنیر اور کھجور تھا۔

حدیث مذکور سے بہت سارے فوائد مستنبط ہوتے ہیں جن میں سے اہم یوں ہیں:

۱۔ جانوروں کا چارہ فطرہ میں نکالنا درست نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرہ مسکینوں کی خوراک کے لئے فرض کیا ہے نہ کہ چوپایوں کی خوراک کے لئے۔

۲۔ آدمیوں کی خوراک کے علاوہ کپڑے، فرش، برتن اور سازوسامان وغیرہ بھی فطرہ میں نکالنا صحیح نہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غلہ میں متعین کیا

---

[۱۱] صحیح بخاري / أبواب صدقة الفطر / باب صدقة الفطر صاع من طعام / ۱۴۳۵۔

ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعین کردہ حدود سے تجاوز نہیں کیا جائے گا۔

۳۔غلہ کی قیمت نکالنا بھی درست نہیں کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی ہے۔

۴۔قیمت نکالنا عمل صحابہ کے بھی خلاف ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم ایک صاع غلہ ہی نکالا کرتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر مختلف اجناس میں متعین کیا ہے جن کی قیمتیں غالباً مختلف ہوتی ہیں، اگر قیمت کا اعتبار ہوتا تو کسی ایک جنس کا ایک صاع واجب ہوتا اور دوسرے اجناس سے اس کی قیمت کے مطابق مقدار واجب ہوتی۔

قیمت نکالنے سے فطرہ کی حقیقت ختم ہو جاتی ہے کیونکہ وہ ایک ظاہری شعار ہے جسے سب جانتے ہیں جبکہ قیمت نکالنے کی شکل میں وہ ایک مخفی صدقہ ہو جاتا ہے جسے صرف دینے اور لینے والے ہی جانتے ہیں۔

۵۔صحابہ کرام فطرانہ ان مذکورہ اجناس سے نکالتے تھے اور ان کی قیمتوں کو نظر انداز کرکے سب سے ایک ایک صاع یکساں طور پر نکالتے تھے۔

صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت

فطرہ ادا کرنے کے دو اوقات ہیں ایک فضیلت کا وقت اور ایک جواز کا وقت۔

افضل وقت:

ماہ رمضان مکمل ہونے پر نماز عید کی ادائیگی سے قبل ہر مسلمان پر صدقہ فطر کی ادائیگی فرض ہے، یہی وقت افضل بھی ہے لہذا افضل یہ ہے کہ عید کے دن نماز عید سے پہلے صدقہ فطر غریب کو دیا جائے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:"فَرَضَ رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم زكاةَ الفِطرِ؛ طُهرةً للصَّائِمِ مِنَ اللَّغوِ والرَّفَثِ، وطُعمةً للمساكينِ؛ مَن أدَّاها قبل الصَّلاةِ فهي زكاة مقبولة، ومَن أدَّاها بعد الصَّلاةِ فهي صدقةٌ مِنَ الصَّدَقاتِ" [12]

کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر فرض قرادیا، روزے دار کے روزے کو لغو اور فحش گوئی سے پاک اور صاف کرنے کیلئے، اور مساکین کیلئے خوراک، جس نے اسے نماز

---

[12] صحیح بخاری/کتاب الزکواۃ/باب فرض صدقۃ الفطر/۱۵۰۳۔ سنن ابی داؤد/کتاب الزکواۃ/باب زکاۃ الفطر/۱۶۰۹۔

(عید) سے پہلے ادا کیا پس وہ صدقہ فطر مقبول ہو گا، اور جس نے نماز کے بعد ادا کیا پس وہ (مطلق) صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ" [۱۳]

کہ نبی کریم ﷺ نے صدقہ فطر نماز (عید) کی طرف نکلنے سے پہلے ادا کرنے کا حکم دیا۔

جواز کا وقت:

عید سے ایک یا دو دن پہلے کا ہے۔ لہذا ایک مسلمان کے لئے یہ جائز ہے کہ ایک یا دو دن پہلے ہی صدقہ فطر غریب کو پہنچا دے۔ لیکن یہاں یہ بات یاد رہے کہ اس سے پہلے اگر فطرہ دے دیا گیا تو ادا نہ ہو گا۔ اگر کسی نے اٹھائیس رمضان سے پہلے ہی فطرہ ادا کر دیا تو قبل از وقت ادائیگی کی بنا پر فطرہ ادا نہ ہو گا، دوبارہ ادا کرنا پڑے گا۔

---

[۱۳] صحیح بخاری/ کتاب الزکاۃ/ باب الصدقۃ قبل العید/ ۱۴۳۸۔ صحیح مسلم/ کتاب الزکواۃ/ باب الامر باخراج زکاۃ الفطر قبل الصلاۃ/ ۲۳۳۵۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے متلق ہے:"وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يُعْطِيهَا الَّذِينَ يَقْبَلُونَهَا وَكَانُوا يُعْطُونَ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ"

اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ صدقہ فطر دیا کرتے تھے ان لوگوں کو جو اسے قبول کرتے، اور وہ انہیں (عید) فطر سے پہلے ایک دن یا دو دن دیا کرتے تھے۔[۱۴]

نافع مولی ابن عمر سے روایت ہے:"أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَبْعَثُ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ إِلَى الَّذِي تُجْمَعُ عِنْدَهُ قَبْلَ الْفِطْرِ بِيَوْمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةٍ" [۱۵]

کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ صدقہ فطر دو دن یا تین دن پہلے اس کی طرف بھیج دیتے تھے جس کے پاس جمع کیا جاتا تھا۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اثر اس بات کی دلیل ہے کہ جہاں صدقہ فطر جمع ہوتا ہے وہاں عید الفطر سے ایک دو دن پہلے صدقہ فطر دینا جائز ہے۔

[۱۴] صحیح بخاری / کتاب الزکاۃ / باب صدقۃ الفطر علی الحر والمملوک / ۱۴۴۰۔

[۱۵] موطأ الإمام مالک / کتاب الزکاۃ / باب وقت إرسال زکاۃ الفطر / ۶۲۹-۱ اسکی سند صحیح ہے۔

جس طرح فطرہ قبل از وقت دینا جائز نہیں اسی طرح فطرہ کی ادائیگی میں کسی عذر کے بغیر نماز عید پڑھ لینے تک تاخیر بھی جائز نہیں، اگر کسی نے دانستہ طور پر موخر کر دیا تو قبول نہ ہو گا البتہ اگر کوئی شرعی عذر ہے تو حرج نہیں۔

صدقہ فطر کی مقدار

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:"فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنْ الْمُسْلِمِينَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ"[١٦]

کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر فرض قرار دیا، ایک صاع کھجور میں سے، یا ایک صاع جو میں سے، غلام اور آزاد پر، اور مرد اور عورت پر، اور چھوٹے اور بڑے پر مسلمانوں میں سے، اور آپ نے اس کے متعلق حکم دیا کہ اسے نماز (عید) کیلئے لوگوں کے نکلنے سے پہلے ادا کیا جائے۔

ثعلبہ بن صعیر سے روایت ہے:" أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَامَ خَطِيبًا ، فَأَمَرَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعَ تَمْرٍ أَوْ صَاعَ شَعِيرٍ عَنْ

---

[١٦] صحیح بخاری/کتاب الزکاۃ/باب فرض صدقۃ الفطر/١٥٠٣۔ صحیح مسلم/کتاب الزکاۃ/باب زکاۃ الفطر علی المسلمین من التمر والشعیر/٩٨٦۔

كُلِّ وَاحِدٍ" [17]

کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے پس آپ نے صدقہ فطر کا حکم دیا چھوٹے اور بڑے کی طرف سے اور آزاد اور غلام کی طرف سے، کھجور میں سے ایک صاع یا جو میں سے ایک صاع ہر ایک کی طرف سے (ادا کیا جائے)۔

وہ بچہ جو ابھی ماں کی پیٹ میں ہو اکثر اہل علم کے قول کے مطابق اس پر صدقہ فطر واجب نہیں ہے، لیکن اسکی طرف سے ادا کر دینا مستحب ہے۔[18]

صاع: غلہ ناپنے کا برتن ہوتا ہے جس میں چار مد ہوتے ہیں، اور ایک مد متوسط ہاتھوں والے انسان کے دونوں ہاتھ ملا کر بھرنے کی مقدار کو کہتے ہیں۔ اور اس سلسلے میں معیار اہل مدینہ ہی کا ناپ ہے۔[19]

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الْوَزْنُ وَزْنُ أَهْلِ مَكَّةَ وَالْمِكْيَالُ مِكْيَالُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ" [20]

---

[17] صحیح ابن خزیمہ / کتاب الزکاۃ / باب جماع ابواب صدقۃ الفطر فی رمضان / ۲۲۱۵۔

[18] المغنی لابن قدامہ (۴/ ۳۱۶)۔

[19] سنن ابی داؤد ترجمہ و فوائد از ابو عمار عمر فاروق سعیدی (۲/ ۲۸۱)۔

وزن اہل مکہ کا معتبر ہے اور کیل (کسی چیز کو بھر کر ماپ) اہل مدینہ کا ہے۔

گندم کا ایک صاع کم و بیش ڈھائی کلو کے برابر ہوتا ہے۔"[21]

[20] سنن ابی داؤد / کتاب البیوع / باب فی قول النبی المکیال مکیال المدینۃ / ۳۳۴۰۔ سنن نسائی / کتاب الزکاۃ / باب کم الصاع / ۲۵۲۰۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ارواء الغلیل (۱۳۴۲) میں صحیح کہا ہے۔

[21] سنن ابی داؤد ترجمہ و فوائد از ابو عمار عمر فاروق سعیدی (۲/۲۸۱)۔

صدقہ فطر کے مستحق

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:"فَرَض رسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم زكاةَ الفِطرِ؛ طُهرةً للصَّائِمِ مِنَ اللَّغوِ والرَّفَث، وطُعمةً للمساكينِ؛ مَن أدَّاها قبل الصَّلاةِ فهي زكاة مقبولة، ومَن أدَّاها بعد الصَّلاةِ فهي صدقةٌ مِنَ الصَّدَقاتِ "[22]

کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر فرض قرار دیا، روزے دار کے روزے کو لغو اور فحش گوئی سے پاک اور صاف کرنے کیلئے، اور مساکین کیلئے خوراک، جس نے اسے نماز (عید) سے پہلے ادا کیا پس وہ صدقہ فطر مقبول ہو گا، اور جس نے نماز کے بعد ادا کیا پس وہ (مطلق) صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔

علامہ عظیم آبادی رحمہ اللہ عون المعبود میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں "

:وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْفِطْرَةَ تُصْرَفُ فِي الْمَسَاكِينِ دُونَ غَيْرِهِمْ

[22] صحیح بخاری / کتاب الزکواۃ / باب فرض صدقۃ الفطر / ۱۵۰۳۔ سنن ابی داؤد / کتاب الزکواۃ / باب زکاۃ الفطر / ۱۶۰۹۔

مِنْ مَصَارِفِ الزَّكَاة" [۲۳]

یعنی اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ صدقہ فطر صرف مساکین، غرباء کو دیا جائے گا، اور زکاۃ کے دیگر شرعی مصارف کو نہ ملے گا۔

اسلئے صرف مساکین وغرباء۔۔وہ بھی سب سے پہلے رشتہ دار اور اپنے علاقے میں موجود مستحق لوگ۔

اور امام بخاری نے صحیح بخاری میں باب قائم کیا ہے: "باب الزكاة على الزوج"

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَهَا أَجْرَانِ أَجْرُ الْقَرَابَةِ وَأجرالصَّدَقَةِ"

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (زینب کے حق میں فرمایا جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی) اس کو دوگنا ثواب ملے گا' ناطہ جوڑنے اور صدقے کا۔ [۲۴]

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا: نبی ﷺ کا طریقہ یہ تھا کہ وہ صدقہ خصوصی طور پر مسکینوں کو دیا کرتے تھے، اور وہ زکات کے مستحق آٹھ قسم کے لوگوں میں اسے

---

[۲۳] عون المعبود / کتاب الزکاۃ / باب زکاۃ الفطر / شرح حدیث ۱۶۰۹۔

[۲۴] صحیح بخاری / کتاب الزکاۃ / باب الزکاۃ علی الزوج / ۱۴۶۶۔

ایک ایک مٹھی کرکے تقسیم نہیں کرتے تھے، اور نہ ہی صحابہ نے اور نہ ان کے بعد والوں نے ایسا کیا۔[25]

معلوم ہوا کہ اس کے مستحق فقراء ومساکین ہیں۔

صدقہ فطر دینے کی جگہ:

مسلمان جہاں پر عید کرے وہیں کے فقیروں کو اپنا فطرہ دے دے خواہ وہ اس کا وطن ہو یا وہاں عارضی طور پر مقیم ہو اور اگر کسی دوسری جگہ یا دوسری بستی کے فقیروں کو پہنچا دے تو بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ اصل جواز ہے اور دوسری جگہ بھیجنے سے روکنے والی کوئی دلیل موجود نہیں۔

[25] زادالمعاد (۲/۲۱)۔

صدقہ فطر میں جنس یا قیمت ادا کریں

صدقہ فطر جنس میں ادا کیا جائے یا اسکی قیمت بھی ادا کر سکتے ہیں اس بارے میں علماء کرام کے مابین اختلاف ہے۔

پہلا قول: صدقہ فطر صرف جنس سے ہی ادا کیا جائیگا، کیونکہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے یہی ثابت بھی ہے، یہ قول مالکیہ شافعیہ اور حنابلہ اور ظاہریہ کا ہے۔[۲۶]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:"فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنْ الْمُسْلِمِينَ وَأَمَرَ بِهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ"[۲۷]

کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر فرض قرار دیا، ایک صاع کھجور میں سے، یا

---

[۲۶] الکافی فی فقہ أھل المدینۃ/۱/۳۲۳-۳۲۴-المجموع/۶/۱۴۴-المغنی/۳/۸۷-

[۲۷] صحیح بخاری/کتاب الزکاۃ/باب فرض صدقۃ الفطر/۱۵۰۳۔ صحیح مسلم/کتاب الزکاۃ/باب زکاۃ الفطر علی المسلمین من التمر والشعیر/۹۸۶-

ایک صاع جو میں سے، غلام اور آزاد پر، اور مرد اور عورت پر، اور چھوٹے اور بڑے پر مسلمانوں میں سے، اور آپ نے اس کے متعلق حکم دیا کہ اسے نماز (عید) کیلئے لوگوں کے نکلنے سے پہلے ادا کیا جائے۔

ثعلبہ بن صعیر سے روایت ہے:" أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَامَ خَطِيبًا ، فَأَمَرَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ صَاعَ تَمْرٍ أَوْ صَاعَ شَعِيرٍ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ" [۲۸]

کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے پس آپ نے صدقہ فطر کا حکم دیا چھوٹے اور بڑے کی طرف سے اور آزاد اور غلام کی طرف سے، کھجور میں سے ایک صاع یا جو میں سے ایک صاع ہر ایک کی طرف سے (ادا کیا جائے)۔

ابو سعید خدری رضی اللہ فرماتے ہیں:" كُنَّا نُعْطِيهَا فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ فَلَمَّا جَاءَ مُعَاوِيَةُ وَجَاءَتْ السَّمْرَاءُ قَالَ أُرَى مُدًّا مِنْ هَذَا يَعْدِلُ مُدَّيْنِ "

---

[۲۸] صحیح ابن خزیمہ /کتاب الزکاۃ / باب جماع ابواب صدقۃ الفطر فی رمضان / ۲۲۱۵۔

کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں غلے (جو یا کھجور) میں ایک صاع صدقہ فطر ادا کرتے تھے، پھر جب معاویہ (بن ابی سفیان) مدینہ آئے اور گیہوں کی آمدنی ہوئی تو کہنے لگے: میرا خیال ہے کہ شامی گندم کے دو مد (آدھا صاع) کھجور کے ایک صاع کے برابر ہیں۔[29]

قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: "فأمَّا أَنَا فلا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَذلكَ" ابوسعید نے فرمایا: میں ایک صاع اسی طرح نکالتا رہونگا۔[30]

اور سنن ابی داود کی روایت کے یہ الفاظ ہیں: "لا أخرجه أبدا إلا صاعا" میں ہمیشہ ایک صاع ہی دیتے رہوں گا۔

اس کا پس منظر یہ ہے کہ امیر معاویہ جب اپنے دور خلافت میں ایک مرتبہ مدینہ منورہ پہنچے تھے تو انہوں نے مدینہ نبوی میں گندم کی کثرت دیکھی جس پر انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ میرے خیال میں گندم کا ایک صاع دو صاع جو کے برابر ہیں یعنی آدھا صاع

---

[29] صحیح بخاری / کتاب الزکاۃ / باب صدقۃ الفطر صاع من طعام / ۱۵۰۶ / ۱۵۰۸۔ صحیح مسلم / کتاب الزکاۃ / باب زکاۃ الفطر علی المسلمین / ۹۸۵۔

[30] صحیح مسلم / کتاب الزکاۃ / باب زکاۃ الفطر علی المسلمین / ۹۸۵۔

گندم ایک صاع جو کے برابر ہے۔ پھر خلافت معاویہ میں لوگ گندم کا نصف صاع فطرانہ میں دینے لگے۔ اس پر ابو سعید خدری نے یہ فرمایا تھا کہ میں تو اسی طرح ایک صاع ہی دیتا رہونگا جس طرح دور نبوی میں ایک صاع دیا کرتا تھا۔

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: "ولا يُجزئ أن يجعل الرجل مكان زكاة الفطر عرضًا من العُروض- أي: قيمة - وليس كذلك أمر النبي عليه الصلاة والسلام". [٣١]

یہ جائز نہیں ہے کہ آدمی صدقہ فطر کی جگہ کوئی اور چیز یعنی اسکی قیمت ادا کرے، اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ و حکم نہیں ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: "لا تُجزئ القيمة- أي: في زكاة الفطر" صدقہ فطر میں قیمت ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ [٣٢]

امام بغوی رحمہ اللہ نے فرمایا: "يجب إخراج صدقة الفطر مِن غالب قوت أهل البلد، ولا يجوز إخراج القيمة". [٣٣]

---

31 المدونۃ الکبری (٢/ ٣٥٨).

32 الأُم (٢/ ٧٢).

صدقہ فطر شہر والوں کی مشہور خوراک سے ہی ادا کرنا واجب ہے، اور قیمت ادا کرنا جائز نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ صدقہ فطر کی قیمت نکالنا ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے: مجھے ڈر ہے کہ اگر کوئی شخص قیمت دیگا تو اس کا صدقہ فطر ہی جائز نہیں ہو گا۔[۳۴]

لجنہ دائمہ کا فتویٰ ہے: "لا يجوز إخراج الفطر نقودا، لأن الأدلة الشرعية قد دلت على وجوبها طعاما"

صدقہ فطر نقدی ادا کرنا جائز نہیں ہے، اسلئے کہ شرعی دلائل اسے واجبی طور پر اناج ادا کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔[۳۵]

۱۔ مذکورہ دلائل میں صرف کھانوں کا ذکر ہے لہذا ان کی قیمت ادا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت ہو گی۔

۲۔ صدقہ فطر ایک فرض عبادت ہے جو متعین جنس سے ہی ہے۔

---

33 شرح السنہ (۶/۷۳)۔

34 مسائل عبد اللہ بن احمد بن حنبل (۸۰۹)۔

۳۵ فتاوی اللجنۃ الدائمۃ /۹/ ۳۷۱۔

۳۔ صدقہ فطر کا ایک متعین وقت ہے لہذا متعین وقت پر ادا کرنا واجب ہے۔

۴۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اجناس میں ایک متعین مقدار کا حکم دیا ہے، اگر انکی قیمت نکالی جاتی تو انکی قیمت مختلف ہوتی۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ صدقہ فطر کی قیمت نکالنا ناپسند کرتے تھے اور فرماتے تھے مجھے ڈر ہے کہ اگر کوئی شخص قیمت دیگا تو اس کا صدقہ فطر ہی جائز نہیں ہو گا۔[۳۶]

علامہ ابن عثیمین اور علامہ ابن بازر حمہم اللہ فرماتے ہیں: کہ صدقہ فطر اجناس سے ادا کرنا مسنون ہے، صدقہ فطر میں اجناس کے بدلے اسکی قیمت ادا کرنا درست نہیں ہے اور نہ کسی کیلئے جائز ہے کہ وہ دینار و دراہم سے صدقہ فطر ادا کرے، جسے صدقہ فطر دیا جائے اگر وہ اجناس سے فائدہ اٹھائے یا اسے بیچے مگر صدقہ فطر ادا کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ وہ اجناس سے صدقہ فطر ادا کرے۔[۳۷]

احادیث مذکورہ اور مذکورہ فتاوی جات میں صدقہ فطر میں جنس ادا کرنے کا ذکر ہے ،جو علماء کرام صدقہ فطر میں صرف جنس کے قائلین ہیں وہ نقد قیمت کی ادائیگی میں کئی

---

[۳۶] مسائل عبد اللہ بن احمد بن حنبل (۸۰۹)۔

[۳۷] مجموع فتاوی لابن عثیمین (۱۸/ ۲۷۷)۔ مجموع فتاوی لابن باز (۱۴/ ۲۰۸/ ۲۱۱)۔

قباحتیں بیان کرتے ہیں جن میں سے بعض یوں ہیں:

۱۔ صدقہ فطر میں اگر نقد جائز ہوتا تو زمانہ نبوی میں بھی نقد موجود تھا، آپ اس کی رہنمائی ضرور فرماتے۔

۲۔ نقدی قیمت میں غلہ اور غذا کی قیمت کا اعتبار مشکل ہے، کیونکہ عہد نبوی اور عہد صحابہ کرام میں کئی قسم کی غذاؤں سے صدقہ فطر نکالا جاتا تھا اوران سب کی قیمتیں مختلف تھیں۔

۳۔ آپ ﷺ نے صدقہ فطر کی حکمت میں طعمۃ للمساکین فرمایاہے، اور یہ مقصد غلہ اور غذا سے بآسانی مکمل ہوتا ہے، پھر نقدی قیمت کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔

۴۔ اور یہ ایک ظاہری واجبی شعار ہے جو اسلامی سماج میں نظر آنے اور محسوس کیا جانے والا ہے، اور نقد ادا کرنے کی صورت میں یہ ظاہری شعار باقی نہ رہے گا بلکہ یہ ایک پوشیدہ عمل بن کر رہ جائیگا۔[۳۸]

[۳۸] المغنی لابن قدامہ /۴/ ۲۹۵۔ مجموع فتاوی لابن باز / ۱۴ / ۲۰۲۔ فتاوی اللجنۃ الدائمۃ /۹ /۳۷۹۔ مجالس شہر رمضان لابن عثیمین /۱۳۸۔

دوسرا قول: صدقہ فطر میں قیمت نکالنا مطلقا جائز ہے، یہ قول ابو حنیفہ، سفیان ثوری ، عمر بن عبد العزیز، حسن بصری، اسحاق بن راھویہ وغیرہ کا ہے اور امام بخاری کا بھی یہی موقف ہے، صحابہ کرام میں سے اس قول کے قائلین عمر بن الخطاب، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عباس، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔

امام ابن رشد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"وافق البخاري في هذه المسألة الحنفية مع كثرة مخالفته لهم لكن قاده إلى ذلك الدليل" [۳۹]

امام بخاری رحمہ اللہ نے حنفیہ سے بہت زیادہ اختلاف کے باوجود اس مسئلہ میں ان کی موافقت کی، اس وجہ سے ان کی دلیل کی رہنمائی کی۔

ابو اسحاق سبیعی یہ تابعین میں سے طبقہ وسطی میں سے تھے انہوں نے صحابہ اور تابعین دونوں کا زمانہ پایا ہے، بلکہ امام عجلی رحمہ اللہ نے کہا:"روى أبو إسحاق السبيعي عن ثمانية وثلاثين من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم"

---

[۳۹] فتح الباری /۵/ ۵۷۔

ابو اسحاق السبیعی نے اڑ تیس (۳۸) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے

یہی ابو اسحاق سبیعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"أدركتهم وهم يؤدون في صدقة رمضان الدراهم بقيمة الطعام" [٤٠]

میں نے لوگوں کو رمضان کے صدقے میں کھانے کی قیمت ادا کرتے ہوئے پایا۔

۱۔ اس گروہ کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے قیمت کی حرمت کے سلسلے میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

۲۔ نصوص میں وارد متعین اجناس کے ذکر کے باوجود دیگر جنسوں کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔

۳۔ بہت سارے صحابہ کرام نے ایک صاع کھجور کے بدلے میں نصف صاع شامی گندم صدقہ فطر میں ادا کیا ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ فرماتے ہیں:" كُنَّا نُعْطِيهَا فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ

[٤٠] مصنف ابن ابی شیبہ / ١٠٤٦٧۔

صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ فَلَمَّا جَاءَ مُعَاوِيَةُ وَجَاءَتْ السَّمْرَاءُ قَالَ أُرَى مُدًّا مِنْ هَذَا يَعْدِلُ مُدَّيْنِ "

کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں غلے (جو یا کھجور) میں ایک صاع صدقہ فطر ادا کرتے تھے، پھر جب معاویہ (بن ابی سفیان) مدینہ آئے اور گیہوں کی آمدنی ہوئی تو کہنے لگے: میرا خیال ہے کہ شامی گندم کے دو مد (آدھا صاع) کھجور کے ایک صاع کے برابر ہیں۔[41]

قالَ أَبُو سَعِيدٍ: "فأمَّا أَنَا فلا أَزَالُ أُخْرِجُهُ كَذلكَ" ابوسعید نے فرمایا: میں ایک صاع اسی طرح نکالتا رہونگا۔[42]

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "فهذا أبو سعيد يمنع من البرجملة" پس یہ ابوسعید خدری سرے سے گیہوں دینے ہی کے خلاف تھے۔[43]

---

[41] صحیح بخاری / کتاب الزکاۃ / باب صدقۃ الفطر صاع من طعام / ۱۵۰۶ / ۱۵۰۸۔ صحیح مسلم / کتاب الزکاۃ / باب زکاۃ الفطر علی المسلمین / ۹۸۵-

[42] صحیح مسلم / کتاب الزکاۃ / باب زکاۃ الفطر علی المسلمین / ۹۸۵-

[43] المحلی لابن حزم (۴ / ۲۵۲)۔

۴۔صدقہ فطر کا مقصد فقراء کی مدد اوران کو اس دن مانگنے سے بے نیاز کرنا اوران کو بھی اس خوشی میں شریک کرنا ہے،لہٰذا ملک اور علاقہ کے اعتبار سے نقد یا غلہ جو مناسب اور نفع بخش ہو نکالنا جائز ہے۔

مزید ملاحظہ فرمائیں:

خلیفہ عمر بن عبد العزیز الاموی رحمہ اللہ نے بصرہ میں عدی کو لکھ کر بھیجا کہ ہر انسان سے آدھا درہم لیا جائے۔[۴۴]

قرۃ بن خالد السدوسی کے پاس عمر بن عبد العزیز کی طرف سے اسی مفہوم کی کتاب (تحریر) پہنچی۔[۴۵]

زہیر بن معاویہ کی روایت ہے کہ ابو اسحاق السبیعی رحمہ اللہ (تابعی) نے فرمایا: میں نے صدقہ فطر رمضان میں لوگوں کو کھانے کی قیمت ادا کرتے ہوئے پایا ہے۔[۴۶]

---

[۴۴] مصنف ابن ابی شیبہ (۳/۱۷۴/۱۰۳۵۸) اسے ابن حزم نے المحلی لابن حزم (۴/۲۵۲) میں صحیح کہا ہے۔

[۴۵] مصنف ابن ابی شیبہ (۳/۱۷۴/۱۰۳۶۹) اسکی سند صحیح ہے۔

[۴۶] مصنف ابن ابی شیبہ (۳/۱۷۴/۱۰۳۷۱) اسکی سند صحیح ہے۔

عمر بن عبد العزیز اور حسن بصری رحمہا اللہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ جنس کے علاوہ نقدی سے بھی صدقہ فطر کے جواز کے قائل تھے۔[۴۷]

ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک صدقہ فطر میں قیمت ادا کرنا جائز ہے۔[۴۸]

امام ابن معین کے شاگرد عباس الدوری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں: "قال یحی فی زکاۃالفطرلا بأس أن یعطی فضة"

امام ابن معین رحمہ اللہ نے صدقہ فطر کے بارے میں کہا کہ اس میں درہم دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[۴۹]

محمد بن عبد اللہ بن محمد ابو جعفر الفقیہ کہتے ہیں: "أداء القیمة أفضل،لأنه أقرب إلى منفعة الفقیر فإنه یشتری به للحال مایحتاج الیه، والتنصیص على الحنطةوالشعیرکان،لأن البیاعات فی ذلك الوقت بالمدینةیکون بها،فأما فی دیارناالبیاعات تجري بالنقود،

[۴۷] مصنف ابن ابی شیبہ (۳/۱۷۴/۱۰۳۶۴)۔

[۴۸] المبسوط (۲/۱۵۸)۔

[۴۹] تاریخ ابن معین / روایۃ الدوری (۳/۴۷۶)۔

وهي أعزالأموال فالأداء منها أفضل"

صدقہ فطر میں قیمت دیناہی افضل ہے، اسلئے کہ اس میں فقیر و محتاج کیلئے زیادہ فائدہ ہے کیونکہ ایسی صورت میں وہ فوراجو چاہے خرید سکتاہے، اور حدیث میں گیہوں، جو کا ذکر اسلئے ہے کہ اس وقت مدینہ میں خرید و فروخت انہیں چیزوں سے ہوتی تھی، لیکن ہمارے دیار میں نقدی کے ذریعے خرید و فروخت ہوتی ہے اور یہ اموال میں سب سے زیادہ عزیز ہے اسلئے اسی سے صدقہ فطر ادا کرنا افضل ہے۔[٥٠]

امام محمد بن عبد اللہ بن محمد ابو جعفر الفقیہ کے بارے میں امام سمعانی کہتے ہیں:

"كان إماما فاضلا--حدث بالحديث" [٥١]

یہ امام فاضل تھے انہوں نے حدیث کی روایت کی ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"كان من براعته فى الفقه يقال له أبوحنيفة الصغيرتوفي ببخارى وكان شيخ تلك الديارفى زمانه"

[٥٠] المبسوط للسرخسی(۳/۱۰۷)۔

[٥١] الانساب للسمعانی(۱۳/ ۴۳۲)۔

فقہ میں آپکی مہارت کا یہ حال تھا کہ انہیں ابو حنیفہ الصغیر کہا جاتا تھا، یہ بخاری میں فوت ہوئے اور اپنے زمانے میں وہاں کے شیخ تھے۔[52]

امام ذہبی دوسری کتاب میں فرماتے ہیں:"من يضرب به المثل--أخذعنه أئمة"[53]

یہ ایسے تھے کہ ان کی مثال بیان کی جاتی تھی۔۔ان سے ائمہ نے علم حاصل کیا ہے۔

امام ابن زنجویہ فرماتے ہیں:"القيمة تجزي فى الطعام ان شاء اللہ، والطعام أفضل"

طعام کی جگہ قیمت نکالنا جائز ہے، اور طعام نکالنا افضل ہے۔[54]

حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ فطرہ میں غلہ دینے کو بہتر کہنے کے ساتھ ساتھ آثار تابعین کے پیش نظر لکھتے ہیں: ان آثار کی وجہ سے صدقہ فطر میں رقم وغیرہ دینا جائز

---

[52] العبر فی خبر من غبر (۲/۳۳۴)۔

[53] سیر اعلام النبلاء للذہبی (۱۶/۱۳۱)۔

[54] الاموال لابن زنجویہ (۳/۱۲۶۹)۔

ہے تاہم بہتر یہی ہے کہ اجناس سے صدقہ فطر ادا کیا جائے۔[55]

تیسرا قول: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ صدقہ فطر میں حاجت و مقصد کے پیش نظر نقدی کے جواز کے قائل ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ ایسی جگہ جہاں صدقہ فطر اجناس میں دینا مشکل ہو تو ایسی حالت میں صدقہ فطر میں اجناس کی قیمت ادا کی جاسکتی ہے۔[56]

شیخ الاسلام ابن تیمیہ مذید فرماتے ہیں: کہ صدقہ فطر اور کفارہ وغیرہ میں قیمت ادا کرنا مالک اور شافعی کے نزدیک جائز نہیں ہے، امام احمد نے بعض مواقع پر قیمت کی ادائیگی سے منع فرمایا ہے اور بعض مواقع پر انہوں نے جائز کہا ہے، امام ابو حنیفہ کے نزدیک صدقہ فطر میں قیمت ادا کرنا جائز ہے، بغیر کسی حاجت کے قیمت ادا کرنا ممنوع ہے، مگر بوقت ضرورت مصلحت کے تحت اور باعتبار عدل قیمت ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔[57]

---

[55] فتاوی علمیہ (۲/۱۶۵)۔

[56] مجموع الفتاوی لابن تیمیہ (۲۵/۷۹)۔

[57] مجموع الفتاوی لابن تیمیہ (۲۵/۸۲)۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسحاق اور ابو ثور کہتے ہیں: "لا تجوز إلا عند الضرورة" نقدی صرف ضرورت کے وقت ہی جائز ہے۔[58]

خلاصہ کلام:

۱- جمہور اہل علم مالکیہ حنابلہ شافعیہ اور ظاہریہ کے نزدیک صدقہ فطر میں قیمت کی ادائیگی جائز نہیں ہے۔

۲- اور احناف کے نزدیک مطلق طور پر قیمت ادا کر سکتے ہیں، امام بخاری عمر بن عبد العزیز اور حسن بصری وغیرھم بھی اسی کے قائل ہیں۔

۳- حنابلہ کے نزدیک بوقت ضرورت جہاں صدقہ فطر صرف اجناس سے ادا کرنا مشکل ہو تو ایسی صورت میں اسکی قیمت ادا کی جا سکتی ہے، لیکن صدقہ فطر اجناس سے ادا کرنا افضل ہے۔

ترجیح:

ا۔ ان تمام اقوال میں سے زیادہ صحیح قول یہی ہے کہ اہل بلد کی غالب خوراک سے ہی صدقہ فطر ادا کیا جائے، کیونکہ اس بارے میں واضح نصوص موجود ہیں۔

---

[58] المجموع/۶/۱۱۲۔

۲۔ راجح مصلحت و مقصد کے پیش نظر اور خوراک سے صدقہ فطر ادا کرنے میں
دشواری ہو تو صدقہ فطر نقدی ادا کرنا جائز ہے، کیونکہ صدقہ فطر کا مقصد فقراء کی
ضرورتوں کو پورا کرنا اور ان کو اس دن مانگنے سے بے نیاز کرنا اور ان کو بھی اس خوشی میں
شریک کرنا ہے، یہی قول راجح معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصوب

هذا وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وصحبه أجمعين